منظوم نذرانہ عقیدت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاکستانی رسائل، اخبار، اظہار، انجام، الانسان
سب رس کے علاوہ سہ روزہ تنظیم ماہ نامہ
تصدیق ہفتہ وار آہنگ (حیدرآباد) مولانا سعادت
رشید خان صاحب کا عربی مرثیہ (مع ترجمہ)
علی اختر، اطہر حیدرآبادی، شاہد صدیقی، کاوش حیدرآبادی
سعید صدیقی (شکاگو) میاں بشیر الدین اماپوری
حضرت ~~[illegible]~~ احمد حیدرآبادی، سیدہ اختر وغیرہ
۸۳ شعرا کا نذرانہ عقیدت شریک کتاب ہے
رسالہ میں ایک نوٹ صاحب سیف و قلم کے زیر عنوان
کریم بخش خالد نے تحریر فرمایا ہے
۲۷۵ صفحات کی اس کتاب میں ۸۳ شعرا کا منظوم نذرانہ عقیدت
استاد زمانہ کے بے لوث ہاتھوں سے بچ کر اس کتاب میں
محفوظ ہو گیا ہے الحمد للہ علی ذالک

بہادر یار جنگ

نام :- محمد بہادر خاں۔ حکومت آصفیہ کا دیا ہوا خطاب بہادر یار جنگ۔
قوم کے دیئے ہوئے خطابات :- لِسانُ الاُمّت اور قائدِ ملت۔
والد کا نام :- نواب محمد نصیب خاں۔ خطاب :- نصیب یاور جنگ۔
ذات :- پنی پٹھان۔ قبیلہ :- ستدوزئی۔
ولادت : ۲۷ ذی الحج ۱۳۲۲ھ مطابق ۳ فروری ۱۹۰۵ء
مقام پیدائش : مہدوی منزل، بیگم بازار۔ حیدرآباد (بھارت)۔
تعلیم :- حدیث، فِقہ، منطق، فلسفہ، اُردو، فارسی، عربی اور انگلش۔
مدرسہ :- مفید الانام اور دارالعلوم فوقانیہ (ابتدائی و ثانوی تعلیم)۔
اساتذہ : بحر العلوم علامہ سید اشرف شمسی۔ صاحبِ "تفسیر القرآن" "لوامع البیان" (عربی)۔
علامہ محمد سعادت اللہ خان مندوزئی مولوی کامل صاحبِ تفسیر "سعادۃ البیان" (اردو)۔
قابلیت :- بے مثال مُقرر، پُرگو شاعر اور ادیب۔
تخلص : خُلقؔ۔
قومی و سیاسی خدمات :- صدر مجلس اتحاد المسلمین، صدر آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ، صدر مرکزی انجمن مہدویہ، حیدرآباد۔ صدر آل انڈیا تبلیغ کانفرنس، معتمد مجلس جاگیرداران۔ صدر آل انڈیا مہدویہ کانفرنس۔ رکن عالمہ مسلم ایجوکیشن کانفرنس وغیرہ۔
سیاحت :- حج بیت اللہ حجاز، مصر، شام، فلسطین، لبنان، ترکی، ایران، افغانستان اور تمام برصغیر ہندو پاک۔
شہادت :- ۳ رجب ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۵ جون ۱۹۴۴ء (زہر خورانی)۔
مدفن :- حظیرہ شاہ قاسم مجتہد گروہِ مہدویہ، مشیرآباد، حیدرآباد۔ (بھارت)۔

صاحبِ سیف و قلم

مرتب : کریم بخش خالد

جون - ۱۹۸۰ء
اظہار

بہادر یار جنگ خُلق

نعت

اے کہ تیرے وجود پر خالقِ دو جہاں کو ناز
اے کہ تیرا وجود ہے، وجہِ وجودِ کائنات
اے کہ تیرا سرِ نیاز، حدِّ کمالِ بندگی
اے کہ تیرا مقامِ عشق، قربِ تمام عینِ ذات
اے کہ تیری زبان سے ربِّ قدیر گل فشاں
وحیٔ خدائے لم یزل، تھی تیری ایک ایک بات
اے کہ تو فخرِ آدمی، واقفِ سرِّ عالمی
لوح و قلم سے بے نیاز، تیرے علومِ شش جہات
تیرے عمل سے کھل گئیں، تیرے بیاں سے حل ہوئیں
منطقیوں کی الجھنیں، فلسفیوں کی مشکلات
خوگرِ بندگی جو تھے، تیرے طفیل میں ہوئے
مالکِ مصر و کاشغر، وارثِ دجلہ و فرات
مجھ سے بیاں ہو کس طرح رفعتِ شانِ احمدی
تنگ میرے تصورات، پست میرے تخیلات

بہادر یار جنگ خلق

نعت

اے کہ تیرے وجود پر خالقِ دو جہاں کو ناز
اے کہ تیرا وجود ہے، وجہِ وجودِ کائنات
اے کہ تیرا سرِ نیاز، حدِّ کمالِ بندگی
اے کہ تیرا مقامِ عشق، قربِ تمام عینِ ذات
اے کہ تیری زبان سے ربِّ قدیر گل فشاں
وحیٔ خدائے لم یزل، تھی تیری ایک ایک بات
اے کہ تو فخرِ آدمی، واقفِ سرِّ عالمی
لوح و قلم سے بے نیاز، تیرے علومِ شش جہات
تیرے عمل سے کھل گئیں، تیرے بیاں سے حل ہوئیں
منطقیوں کی الجھنیں، فلسفیوں کی مشکلات
خوگرِ بندگی جو تھے، تیرے طفیل میں ہوئے
مالکِ مصر و کاشغر، وارثِ دجلہ و فرات
مجھ سے بیاں ہو کس طرح رفعتِ شانِ احمدی
تنگ مرے تصورات، پست مرے تخیلات

نالۂ دلخراش

سر خاکِ شہیدے برگ ہائے لالہ می پاشم
کہ خونش بہ نو نہالِ ملتِ ما سازگار آمد

یہ نظم نواب بہادر یار جنگ، قائدِ ملّت اسلامیہ دکن کے سانحۂ ارتحال پر اس تعزیتی جلسے میں پڑھی گئی تھی جو زمرّد محل ٹاکیز بلدہ حیدرآباد دکن میں منعقد کیا گیا تھا۔

(وکی ہاشمی)

اے دوستو وہ قافلہ سالار کہاں ہے
وہ ملک کا، ملّت کا پرستار کہاں ہے

اے بھائیو! وہ پیکرِ ایثار کہاں ہے
اقلیمِ قیادت کا وہ سردار کہاں ہے

اے موت اتنا کیا، تجھے کچھ رحم نہ آیا
جب قائدِ ملّت کو ہدف تو نے بنایا

وہ خلقِ مجسّم تھا، محبت کا سراپا
آج اپنی نگہ ڈھونڈ رہی ہے اسے ہر جا

ہے پیشِ نظر اس کا وہ ہنستا ہوا چہرا
ہیہات! کہیں ہم کو نظر وہ نہیں آتا

مانا کہ وہ دنیا میں نہیں اور کہیں ہے
باور نہیں آتا کہ وہ دنیا میں نہیں ہے

ملّت کا سپاہی تھا خطابت کا دھنی تھا
وہ جذبۂ ملّی کبھی بھولا نہیں جاتا

مذہب کا فدائی تھا وطن کا تھا وہ شیدا
جب دیکھئے سرگرمِ عمل ہی نظر آیا

سیاس و مفکّر تھا، ادیب اور مدبّر
ہر علم میں وہ طاق تھا ہر فن کا تھا ماہر

کیا کہنا شرافت کا تری قائدِ ملّت
اللہ نے بخشی تھی تجھے عزّت و شہرت

مشہور خطابت تھی مسلّم تھی وجاہت
ذی رتبہ تھا حاصل تھی تجھے دولت و ثروت

آرام کے ہوتے ہوئے آرام نہ پایا
دل کو ترے اے خلق کبھی چین نہ آیا

پاکیزہ تھے اخلاق تو اوصاف تھے اعلیٰ — حق یہ ہے ہی خواہ تھا اسلام کا سچا
اللہ نے بخشا تھا تجھے خاص یہ رتبہ — خوش تجھ سے تھا اپنا تو ثنا خواں تھا پرایا

قدرت نے قیادت تری فطرت میں رکھی تھی
پھر اس پہ خطابت تری اک جادوگری تھی

اک کھیل تھا تیرے لئے شورش کو دبانا — آسان تھا ہر مجمع پہ قابو تجھے پانا
للکار سے غیروں کے کلیجوں کو ہلانا — چمکار سے اپنوں کو تسلی وہ دلانا

لہجہ ترا پُر زور تھا تقریر دل آویز
انداز خطابت تھا قیامت کا اثر خیز

اعمال ترے نیک خیالات ترے پاک — جو بات کھری ہوتی تھی کہہ دیتا تھا بے باک
بیٹھی ہوئی تھی قلب مخالف پہ تری دھاک — افسوس کہ ہستی ہے تری آج تہہ خاک

گر تو نہیں موجود تری یاد ہے باقی
رکھی ہوئی لیکن تری بنیاد ہے باقی

۱۱۔ مجھ سے اگر پوچھئے اسلامی عبادت کی تعریف صرف ایک جملے میں کی جا سکتی ہے۔ یعنی حق ادا کرنا حق کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک حقوق اللہ دوسرا حقوق العباد۔ حق اللہ روح انسانی کی سربزی کے لئے تھا تو حق العباد اس عالم کون و فساد میں امن کے لئے حقوق کی ادائی کیا تھی ؟ اس کو اپنی زندگی کے ہر لمحے میں جاری و ساری سمجھنا اور یقین رکھنا اس کی بے مثال کانوں کو دنیا میں پیدا ہونے والی ہر آواز کا سننے والا جاننا اس ایمان و ایقان کے ذریعہ اس کے پیدا کئے ہوئے خیر و شر کی حقیقتوں کا پہچاننا، ایک پر عمل کرنا اور دوسرے سے محفوظ رہنا۔

(مضمون "عبادت" شائع شدہ ماہنامہ "المصدق" حیدرآباد)

۱۲۔ کوئی اس وقت تک خوش حال نہیں ہو سکتا جب تک وہاں کے مالدار اپنی آمدنی کا زائد حصہ غریبوں پر صرف کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ دولت کا چند فلک بوس عمارتوں میں ڈھیر ہو جانا ایک ملک کی سب سے بڑی بدبختی ہے اور ہر حکومت کا فرض ہے کہ باشندگانِ ملک کے تمام طبقوں میں معاشی توازن پیدا کرے۔

(سالانہ جلسہ اتحاد المسلمین ۲۴ مئی ۱۹۴۴ء)

۱۳۔ میں جس چیز کو سب سے زیادہ ضروری تصور کرتا ہوں اور جس کے بغیر صحیح شعور سیاسی کو پیدا ہونا ممکن نہیں پاتا وہ مسلمانوں کی عام خواندگی ہے۔

بہادر یار جنگ

رشید ہاشمی

مرد مومن قائد ملت بہادر یار جنگ
تو نے پیدا کی مسلمانوں میں اک تازہ امنگ

مشرق و مغرب ہے تیری جرأت و ہمت پہ دنگ
لرزہ براندام تیرے نام سے اہل فرنگ

اے مدبر اہل دل بیباک دانشور فہیم
اے غلام آباد ہندوستان کے بطل عظیم

ہند میں تھا ملت اسلام کی روح رواں
دل شکستہ کاروں کے اے امیر کارواں

اے خطیب منفرد اے واعظ جادو بیاں
دشمنان دین کے حق میں ایک برق بے اماں

تو نے جاگیر اور القابات کو ٹھکرا دیا
ہم کو تو نے جہد آزادی کا گر سکھا دیا

امن و آزادی اخوت کا علمبردار تھا
حامل صدق و صفا اور پیکر ایثار تھا

ملک و ملت کے لئے تو آہنی دیوار تھا
اور اعدائے آدا کے لئے اک تیغ جوہر دار تھا

جامع اوصاف اعلیٰ تھی یقیناً تیری ذات
قابل تقلید ترا ہر عمل ہر اک بات

زاہد و صاحب ضمیر اہل نظر روشن جبیں
پاک باطن، حق شناس و عامل شرع متین

ملت اسلامیہ کی جاہ و عظمت کے امین
اے بہادر خاں صدر اتحاد المسلمین

تو مسلمانوں کا حامی دین کا دمساز تھا
یہ حقیقت ہے مسلمانوں کو تجھ پہ ناز تھا

اے دکن کی سرزمین ذی مرتبت عالی وقار
تیرے دامن میں ہے خوابیدہ دلوں کا تاجدار

اے مشیر آباد تجھ میں ہے اس ہستی کا قرار
قائد اعظم کو جس پر تھا مکمل اعتبار

جس کا مرقد آج بھی مرجع ہر خاص و عام
جس کے مرقد پر خدا کی رحمتیں ہوں صبح و شام

وقارِ دینِ محمد کا پاسبان جری

دیا ایسا استقلال [illegible] | [illegible] کر چلا گیا
[illegible] | ملت کی راہ میں [illegible] کر چلا گیا
[illegible] | [illegible] کر چلا گیا

وہ کس دل سے [illegible] جان سے جانا جانا رہا
کارواں [illegible] جاتا رہا
[illegible] کی امانت لٹ گئی
[illegible] شہادت اٹھ گئی
[illegible] عشق کی [illegible] میں
[illegible] اقبال کی تعبیر میں
[illegible] آئی ہوئی
[illegible] چھائی ہوئی

[illegible] جس نے
دلوں میں جذبۂ غیرت جگا دیا جس نے
[illegible] حسین کر ڈالا
[illegible] حسینی کر ڈالا
اسی کی یاد میں اب تک فضا میں روتی ہیں
[illegible] روتی ہے

۴۸۶
۴۹۲

دو انسان

خداوند دو عالم کے خدائی کارخانے میں
بنتے ہیں اور بنتے جا رہے ہیں سینکڑوں انسان
مگر امجد نے دو انسان دیکھے اپنی آنکھوں سے
سخاوت میں علاء الدین خطابت میں بہادر خاں

امجد حیدرآبادی — مرسلہ اکبر الدین صدیقی صفحہ ۴۸

ایوان اُردو کراچی کا ماہنامہ "سب رس"
مارچ ۱۹۸۸ء — پروفیسر حمید الدین شاہد

نظر حیدرآبادی

نقشِ ناتمام

(قائدِ ملت بہادر یار جنگ کے انتقال پر)

روئے اب جی کھول کر اے دیدۂ خونبار بار
اور کرلے اور کچھ جیب و گریباں تار تار
کتنے طوفانوں کو سینے میں دبایا جائیگا
دل ہی قابو میں نہیں کیا کیا چھپایا جائیگا
گنگ ہے حُسنِ زباں عزمِ محبت کیا کہوں
کس قدر اندھا ہے آئینِ مشیت کیا کہوں
کتنی صدیوں کی سسکتی آرزوؤں کا ثمر
کتنے دل کتنی تمناؤں کا بے قیمت گہر
آہ کس دل سے کہوں سوئے جناں جاتا رہا
کارواں سوتا ہے، میرِ کارواں جاتا رہا
تیغِ عالم گیر و ٹیپو کی امانت اُٹھ گئی
جرأتیں سکتہ میں ہیں روحِ شجاعت اُٹھ گئی
خوش بیانی چپ کہ اب وہ سحر انگن انجمن گیا
علم روتا ہے کہ آگاہی کا مامن چھن گیا
اِک تذبذب سا ہے پیدا عشق کی تفسیر میں
خوابِ جوہر، نعرۂ اقبال کی تعبیر میں
ذہن و فکر و غور کو ہے موت سی آئی ہوئی
موت کی تاریکیاں ہیں ہر طرف چھائی ہوئی
وحشتوں میں ٹھوکریں سی کھا رہی ہے زندگی
زندگی کے حال سے گھبرا رہی ہے زندگی
آہ اس طوفان کو، پہچاننے والا نہیں
وقت کی چشمِ غضب کو جاننے والا نہیں
چاک ہے دامانِ گُل اور نگہتیں پابند ہیں
جن کے اشکوں کی ضرورت تھی وہ آنکھیں بند ہیں
آہ اب کس کو پکاریں ہمتِ پرواز سے
اے اسیرِ کارواں آواز دے آواز دے

ڈاکٹر حسن حیات

بہادر یار جنگ

دکن کی سرزمیں سوئی ہوئی تھی خوابِ غفلت میں
نہ موسیٰ ہی میں لہریں تھیں نہ عیسیٰ ہی میں دھارے تھے
ترلاری کی سوئی تھی دلی کا نطق ساکت تھا
اندھیروں کی حکومت تھی سیاہی کے اُجالے تھے

سبق پھر کون دے پاتا صداقت کا شجاعت کا
کوئی آئیں جو سمجھاتا تو پھر کیوں کر محبت کا

فسوں ٹوٹا اچانک تیرگی کا اِک کرن پھوٹی
تری آواز اُٹھی پھر سے قلب و روح گرماتی
گدازِ دل نے بھر دی تھی تری تقریر میں لذت
لبِ شیریں کے آگے خود فصاحت بھی تھی شرماتی

چمن میں خوش ہوئی نرگس کہ اس نے دیدہ ور پایا
ہنسیں کلیاں کھلے غنچے جو اِک صاحبِ نظر آیا

اداے مردمی نے پھر جھنجھوڑا سوئے ذہنوں کو
پیامِ حق سے پھر پیدا ہوا احساسِ بیداری
یقیں کے نور سے وہم و تذبذب کی حدیں ٹوٹیں
وفورِ جذب سے زندہ ہوئی پھر رسمِ منصوری

جواں افکار نے فکر و نظر میں تازگی بخشی
خلوصِ عشق نے تیرے، دلوں میں روشنی بھر دی

خبر کیا تھی کہ لیکن فرصتِ ہستی بہت کم ہے
اجل کی چیرہ دستی چھین لے گی زندگی تجھ سے
لبِ جوہر فشاں یخ بستہ و مفلوج پھر ہوں گے
خراجِ زیست مانگے گی تری آشفتگی تجھ سے

ابد کی نیند سو لے گا ستارہ زندگی کا
فسانہ ختم ہو جائے گا پھر شعلہ بیانی کا

بہانہ ڈھونڈتی پھرتی تھی مرگِ ناگہاں جس کا
سیاست کی خباثت لے ہی آئی آخر اس دن کو
شکن فرقِ حکمت پر پیامِ موت تھی گویا
جو اِک مکروہ سازش نے بجھایا شمعِ روشن کو

شہیدِ قوم لیکن تو نے مر کر زندگی پائی
ابھی تک دوڑتی ہستی پہ ہے تیرے جنوں کی لالی

نہیں ہے تو یہ تیری روح زندہ ہے جوانوں میں
ترے افکار سے معمور اب ہر ایک سینہ ہے
ہواؤں میں تعطر ہے ترے انفاس کا اب تک
دکن کے ذرہ ذرہ میں ترا ہی دل دھڑکتا ہے

زہے وہ ایک لمحہ جو حیاتِ جاوداں لائے
خوشا وہ موت جس پر زندگی کو خود بھی پیار آئے

نذرانۂ خلوص

جو تمام عمر ایک افسانوی شخصیت بنا رہا اس
کی موت سے جمہور کو کتنا نقصان پہنچا۔
رنج و اندوہ کی تلخیوں میں ڈوب کر اس
کا اندازہ لگانا آسان نہیں۔
وہ دلیر۔ نوجوان۔ پٹھان مجاہد جس سے
لوگوں کو محبت تھی گہری اور جس کے ماتم
میں آج سب ہیں سوگوار
شخصیت۔ دماغ۔ کردار
قدرت نے اسے کیسی پیاری اور غیر معمولی
خصوصیات بخشی تھیں۔ اس کا دل معمور تھا
جرأت۔ صدق دلی۔ سادگی۔ خلوص اور
انسانیت کے درخشاں جذبات سے
شاید اسی لئے وہ مقبول تھا
ہر فرقہ اور عقیدہ کے ان گنت مرد و زن
میں وہ جادو بیان خطیب جس کی پُرجوش
فصاحت اور حُسنِ زبان قلوب کو گرما دیتا۔
جس کے دل میں آزادی کی تڑپ تھی
ناقابلِ شکست
قیادت کا جوہر کمیاب
لیکن بہادر خاں میں بدرجہ اتم موجود تھا
اگر وہ زندہ رہتا ..... (کاش!)
تو وقت اور تجربہ اُسے نہ صرف اسلام کا
بلند ترین خادم بنا دیتا بلکہ سارے

ہندوستان کا محبوب ترین قائد بھی
لیکن بہادر خاں سے لوگ مرا نہیں کرتے
وہ اپنی امیدوں۔ خوابوں اور تمناؤں کی
تکمیل کراتے ہیں
ان لوگوں سے جنہیں
اپنی مقناطیسی شخصیت اور جوشِ ایثار سے
متاثر کرتے ہیں
قابلِ رشک تھی وہ ہستی دنیا کے عظیم ترین
رہناؤں کے لئے جسے اس شہر کے ہزاروں
لاکھوں افراد نے شریکِ جلوس ہو کر
غم و الم میں ڈوب کر
ہدیہ عقیدت پیش کیا
یہ تھی زمین پر اس غیر فانی انسان کی سب
سے بڑی فتح!

مسز سروجنی نائیڈو

مرثیہ

بہادر خان رائس القائدینا ـ فکیف لنا مضیت ولست فینا

اے بہادر یار جنگ بہادر خان قائدین کے سردار ـ پس ہمارا کیا حال ہوگا کہ تم چل بسے اور ہم میں نہیں ہو

خطیب القوم افصحھم لسانا ـ ولیس کمثلہ فی الواعظینا

قوم کے خطیب ان میں سب سے فصیح اللسان ـ اور واعظوں میں بے نظیر

ذھبت وقد ترکت آثارۃ الخیر ـ فیھا اسوۃ للعاملینا

تم دنیا سے چل بسے اور نیکی کے آثار چھوڑ گئے ـ جن میں عمل کرنے والوں کیلئے بڑا اسوہ ہے

وکنت الرأس کان القوم جسدا ـ فکیف لنا ولیس الرأس فینا

اور تم سر تھے قوم مثل جسد تھی ـ پس اب ہم کیا کریں کہ ہم میں سر نہیں ہے

وموتک فجاۃ عجب عجاب ـ وکنت جلست بین المخلصینا

اور تمہاری ناگہانی موت عجیب ہے ـ حالانکہ تم اپنے مخلص دوستوں میں بیٹھے تھے

لموتک کیف لا تبکی عیون ـ وکنت ملاذ قوم بائسینا

تمہارے موت پر آنکھیں کیوں نہ روئیں گی ـ تم مصیبت زدوں کی پناہ تھے

شہیر مجدہ آباؤہ من ـ بنی افـ[illegible] ولد الاکرمینا

ان کی شرافت کا بڑائی مشہور ہے ان کے آباء واجداد ـ بنی افغان بزرگ ترین ہستیوں کی اولاد تھے

بَنِي طالوتَ مِن أولادِ يعقوبَ - كَأنَّ بَنِي رَبِّ العالَمِينا

جو یعقوب پیغمبر علیہ السلام کی اولاد میں - فرزندان طالوت پیغمبر علیہ السلام ہیں

وآتاكَ الإلٰهُ لِسانَ صِدقٍ - وكُنتَ لِذا تُحِبُّ الصّادِقِينا

اور اللہ نے تمہیں سچائی کی زبان دی تھی - اور اسی وجہ سے تم سچے لوگوں سے محبت رکھتے تھے

وبَيتُكَ صارَ بَيتَ الحُزنِ أهلاً - ونَعشُكَ فيهِ يُبكِي الحاضِرِينا

افسوس ہے کہ تمہاری ڈیوڑھی غم کا گھر بن گئی - اور تمہارا جنازہ اس ڈیوڑھی میں حاضرین کو رلا رہا ہے

تَرَكتَ الجاهَ في خِدماتِ خَلقٍ - لَحَقٌّ أنتَ خَيرُ التّارِكِينا

تم نے مخلوق خدا کی خدمتوں میں اپنے جاہ یعنی منصب و جاگیر کو ترک کر دیا - خدا کی قسم تم بہترین تارک دنیا ہو

جَزاكَ اللهُ خَيراً يا بَهادُر - جَزاءً فَوقَ عَدِّ الحاسِبِينا

اے نواب بہادر یار جنگ خدا تمہیں جزائے خیر دے - جو گنتی کرنے والوں کی شمار سے زیادہ ہو

بِغَيرِكَ ظُلمَةٌ في كُلِّ حَفلٍ - وكُنتَ سِراجَ حَفلِ السّائِسِينا

تمہارے بغیر ہر مجلس میں تاریکی ہے - اور تم ارباب سیاست کی محفل کے چراغ تھے

ووَجهُكَ فيهِ يَلمَعُ نُورُ تَقوَى - لَهُ بِشرٌ يَسُرُّ النّاظِرِينا

اور تمہارے چہرہ میں تقوے کا نور چمکتا ہے - اس میں ایسا طرہ بشاشت تھی جو دیکھنے والوں کو خوش کر دیتی تھی

عُلُوٌّ أَنتَ بَعدَ المَوتِ أَيضاً ـ وَنَفسُكَ فَوقَ كُنهِ الحامِدِينا

تم مرنے کے بعد بھی اونچے رہے - اس حال میں کہ تمہارا جنازہ کاندھوں پر ہے

تَقُودُ النّاسَ لا يُحصُونَ عَدّاً ـ كَأَنَّكَ واعِظٌ فِي الحاضِرِينا

ایسا معلوم ہو رہا ہے گویا کہ تم بے شمار لوگوں کی قیادت کر رہے ہو اور حاضرین میں وعظ کر رہے ہو

وَأَنتَ تُخاطِبُ الحُفّاظَ جَمعاً ـ وَحَولَكَ قامَ حِزبُ السّامِعِينا

گویا تم تمام حاضرین کو مخاطب کر رہے ہو - اور تمہارے اطراف سامعین کا گروہ کھڑا ہے

وَيَبكِي النّاسُ حَولَ النَّعشِ حُزناً ـ يَشُقُّ القَلبَ صَوتُ الباكِيِينا

اور لوگ جنازے کے اطراف غم سے رو رہے تھے .. رونے والوں کی آواز دل کو شق کر رہی تھی

وَرَحماً عَلَيكَ رَبُّ النّاسِ رُحماً

اور اللہ تعالیٰ تم پر رحمت نازل کرے

وَغَفَرَ الإِلٰهُ خَيرُ الغافِرِينا

اور اللہ جو خیر الغافرین ہے تمہاری مغفرت کرے

[illegible]

ماہ مارچ 19۵۵ء

قائدِ ملت علیہ الرحمۃ

قائدِ ملت اب اپنے خادموں کا ہے سلام ۔۔۔۔ ہے ہمارے چشم و دل میں آج بھی تیرا مقام

دیکھ آج جیالانِ شوق کا انداز شوق ۔۔۔۔ جن پہ تجھ کو ناز تھا تیرا آ گیا ہے ان سے انداز شوق

تو نے جن کی روح کو احساس بیدار کر دیا ۔۔۔۔ تو نے جن کی خاک کو عزم و شرر بار کر دیا

پاؤں تھے جن کے سر میدان اکھڑنے کے لیے ۔۔۔۔ آج وہ اٹھے ہیں طوفانوں سے لڑنے کے لیے

تھی بساطِ عجز پر بیٹھی ہوئی جن کی نظر ۔۔۔۔ بڑھ رہے ہیں موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

راہِ منزل پا چکا ہے کاروانِ تیز گام ۔۔۔۔ چل رہے ہیں محفلوں میں امن و آزادی کے جام

کہہ رہا ہے جھوم کر یہ نوجوانوں کا شباب ۔۔۔۔ واقعہ بن کر رہیں گے عظمتِ ماضی کے خواب

جن کی آنکھیں تھیں بیگانہ جو سے جرأت گداز ۔۔۔۔ اب انہیں کی مٹھی میں ہے تیغ و نشتر بے نیاز

ہے صفِ باطل میں ہل چل عزم و ہمت دیکھ کر ۔۔۔۔ تجھ سے تیرے مجاہد کی ارادت دیکھ کر

وہ سماں بھی تو نے دیکھا آج یہ منظر بھی دیکھ ۔۔۔۔ نوجوانانِ وطن کے صف شکن تیور بھی دیکھ

بھیجتے ہیں صدقِ دل سے تجھ پہ ہم سب مل کے سلام

اے شہیدِ ملت و اے قائدِ گردوں مقام

علی اختر

طالبہ [illegible] اشرف [illegible]

[illegible] ۱۹۵۳ء

میرِ کارواں

اب زوال و ارتقاء کے راز سمجھائیگا کون … انقلابِ زندگی کا رازداں جاتا رہا

راہ سے بھٹکے ہوؤں کو راہ پر لائیگا کون … کارواں باقی ہے میرِ کارواں جاتا رہا

مشکلوں میں صبر کی تلقین فرمائے گا کون … ذاتیت کی آسانیوں کا ترجماں جاتا رہا

بے حقیقت راحتوں پر اشک برسائیگا کون … واقفِ آدابِ فریاد و فغاں جاتا رہا

دولت و دنیا کو اس طرح ٹھکرائیگا کون … وہ حقیقی عظمتوں کا قدرداں جاتا رہا

ظلم کی قوت سے بنیادِ ستم ڈھائیگا کون … جس سے دل معمور رہتے تھے وہ فیضِ بیاں جاتا رہا

ہوشیاری کا سبق بے نیازِ ہوش ہے

مولانا حسین نے کہا تھا جو بھی قابلِ قبول ہے ۔

شاہد صدیقی

سپرد کردہ تنظیم تالیف ملت
۱۷ اگست
۱۹۴۷ء

سلام اے قائدِ ملت

قائدِ ملت وہ عالم ہے نہ وہ رنگِ پیام ... تیری محفل کا گو شور ہے اب بھی ناتمام

وہ شبستاں، وہ چراغاں، اور نہ وہ ذوقِ جمال ... نزع کے عالم میں ہے اربابِ دانش کا خیال

چار جانب چھا رہا ہے نقشِ ہیبت کا دھواں ... اب وہ منزل کا تصور ہے نہ ساحل کا نشاں

تیرے تقویٰ کو بھلا بیٹھے ہیں اب اہلِ وطن ... کیا اندھیرا ہی ہے کہ سناٹے میں ہے سارا چمن

زندگی کے جام میں وہ نور لہراتا نہیں ... میکدے میں اب کوئی بھی سا نظر آتا نہیں

ڈر رہا ہوں میں الٹ جائے نہ تیرا نظام ... اہلِ حق و عقل نے سمجھا نہیں تیرا پیام

فکر تیری ہے تری باطل کو پیغامِ عدم ... بربطِ اسرار کو مضراب ہے تیرا قلم

گرچہ اس دوراں سے بڑھ کر ہر سو بیکار ہو ... پھر ضرورت ہے تری اٹھ نیند سے بیدار ہو

ماہ و انجم سے بھی روشن تر ہے تیری کائنات ... اک تجلی ہے بساطِ خاک کی تیری حیات

ہو گو ارمان کے خیالوں سے گزر سکتے نہیں ... جو دلوں میں گھر بنا لیتے ہیں مر سکتے نہیں

پیکرِ عزم و عمل کی روحِ عالم اسلام ... السلام اے آرزوئے چشمِ پرنم السلام

دل سے مٹ سکتی نہیں تیرے منزل کی لگن

تو نے کی ہے اپنے خونِ دل سے تعمیرِ چمن

کاوش حیدرآبادی

بشکریہ ماہانہ قائدِ ملت نمبر

سلسلہ ماہ مارچ ۱۹۵۲ء

دکن کے قائدِ رفتہ کی تلاش

تجھے نگاہ و دل و جاں تلاش کرتی ہے۔

تجھے حمیتِ ایماں تلاش کرتی ہے

جہاں کہ دیتا تھا ملت کو درسِ قرآں تو

تجھے وہ منزلِ قرآں تلاش کرتی ہے

دکن کی گردشِ قسمت چراغ لے کے تجھے

بہ شکلِ گردشِ دوراں تلاش کرتی ہے

یہیں کہ تجھ سا جو ہو دیدہ ور کوئی پیدا

نگاہِ ذوقِ گلستاں تلاش کرتی ہے

تجھے ہی ملتِ مسلم تمام ہند کی آج

اک اور مردِ مسلماں تلاش کرتی ہے

وہ سوز تجھ میں جو تھا فرد میں ملت جیسا

جگر سے تابہ رگِ جاں تلاش کرتی ہے

اک اور مجھ ہی سے تلوار کا حق چاہتے ہے اُسے

اک اور صاحب قرآن تلاش کرتا ہے

اک اور مجھ سا خطیب آج چاہیے اس کو

بجود وسعت امکاں تلاش کرتا ہے

اک اور صاحب ایمان کی تلاش ہے اس کو

اک اور صاحب قرآن تلاش کرتا ہے

وہ قوم جس نے ترے جوش دل کو دیکھا تھا

اب ایک نوح کا طوفان تلاش کرتی ہے

جو دل میں تھا تو ملت سے بے خبر ملت

وہ آج بادل نالاں تلاش کرتا ہے

کہاں ہو گوش بر آواز ہے تری آواز

جسے سماعت جرس ہاں تلاش کرتی ہے

محمد وزیر آواز

یادگار قائد
دار الشفیر النظام
حمید

قائد ملت کے حضور میں

فخر ملت فخر افغان قائد عالی مقام — تیری خدمت میں بصد آداب ہے میرا سلام

روح ملت جان عالم مرد مومن نیک نام — کیا تری ملت بھلا سکتی ہے تیرا کوئی کام

[illegible] آدم کی جسم سالار امت کی قسم — تو فرشتہ تھا بشر کے روپ میں اے ذی حشم

تیرا [illegible] آنکھوں کا نثار — دور میں [illegible] قائد عالی وقار

اے امیر محتشم اے صاحب علم و کمال — تیرے خطبوں میں حلاوت تھی تیرا بے مثال

آج بھی کانوں میں گونج ہے تقریر کی — کس قدر پر کیف تھی لذت تری تحریر کی

اس قدر تو منہمک تھا خدمت اسلام کی — زندگی اپنی گزاری خدمت اسلام میں

کون سی تیری ادا تھی دل کو جو بھاتی نہ تھی — کون سی تقریر تھی جو زندگی لاتی نہ تھی

میاں محمد [illegible]

المقتبس ماہانہ تائید ملت [illegible]
[illegible] 1950ء

آہ بہادر خاں

وہ زندہ دل عدم کو سدھارا کہاں ہے اب
جانِ حیات غیرتِ احباب کہاں ہے اب

ایسا [illegible] سب کا پیارا نہیں رہا
[illegible] کی ہے جانِ تمنا کہاں ہے اب

واحسرتا کہ چھین لیا ہم سے موت نے
وہ مہرباں کہ جو تھا اپنا کہاں ہے اب

مزدور و کسان و غریب کا غمخوار
ٹوٹے ہوئے دلوں کا سہارا کہاں ہے اب

کیا کیا کہ نہ اپنے پرائے دشمن کے ساتھ
لایا نہیں زبان پہ شکوہ کہاں ہے اب

تھا جاں نثارِ قوم نہ انحراف کرے
وہ مردِ نیک [illegible] دانا کہاں ہے اب

شامِ فراق بھی قیامت کی رات تھی
گل ہو گیا چراغ تمنا کہاں ہے اب

اے نامراد موت یہ تو نے غضب کیا
اس سے چھڑا دیا ہے سب اپنا کہاں ہے اب
[illegible] سے چور ہو [illegible] لیا ہے
شاطر وہ آئینہ [illegible] کہاں ہے اب

سوانح سوگوار

شاطر حکیمی ([illegible]) ناگپور

بہادر یار جنگ

مرکز علم و ادب اے یادگار رفتگاں
اے بہادر یار جنگ اے عظمت اسلامیاں

تیری پیشانی سے پیدا تھا تدبر کا نشاں
اے مہ صد حسن و خوبی اب تجھے ڈھونڈیں کہاں

میں نے مانا یہ غلامی تجھ پہ بھی بار گراں
لیکن اتنی جلد بھی لازم نہ تھیں آزادیاں

اک دکن کی سرزمیں ہی پر نہیں ٹوٹا ستم
حشر تک روتی رہے گی مادر ہندوستاں

سینۂ گیتی پہ کیا سیلاب آیا تھا کوئی
دیکھتے ہی دیکھتے ہے بیکراں در سے گراں

زندگانی خود ہی تجھ پہ ناز فرماتی گئی
ہاں مگر دست اجل کی استطاعت تھی کہاں

تو زمیں سے کیا اٹھا نبض زمانہ رک گئی
تو فلک پر کیا گیا ہیں دم بخود سی بجلیاں

شرم اے پرخود غلط سرمایہ دار فتنہ جو!

تابکے یہ زور استبداد و عزم خوں فشاں

آہ اے ہندوستاں تیری زمیں سے اٹھ گیا!

ایک ستارہ کہ جو تھا راز دار آسماں!!

آہنگ نشتہ، از حیدرآباد دکن

۱۲ رجب المرجب ۱۳۶۴ھ

تیرے جسمِ پاک سے ترتیب پائے گی زمیں

تیری روحِ قدس سے تعمیر ہوگا آسماں

تجھ پہ نازاں ہو رہی ہیں نوریوں کی عصمتیں

تجھ کو ہاتھوں ہاتھ لینے آئے ہیں کروبیاں

اس جنوبی تنگ دامانی کی وسعت دیکھیے

اب شمال و مشرق و مغرب سے آگے ہے رواں

ایک پاکستان ہی کیا لاکھ پاکستان ہیں

تیرے مرقد میں ابھی آباد ہیں وہ پاکیاں

کون اب الفاظ کے ترکش سے برسائے گا تیر!

کون اب کردار کی تانے گا سینہ پر کماں!

اے شہیدِ دستِ دولت، کشتۂ جاہ و حشم

تیرے ایک ایک قطرۂ خوں کی سمجھتا ہوں زباں

تو امانت تھا امانت دار کے پاس آ گیا

وہ خزاں میں اٹھے گا پھر سے زماں

بیادِ قائدِ ملت علیہ الرحمہ

نتیجۂ فکر

سعید صدیقی

وہ صدرِ بزمِ خطابت وہ قائدِ ملت
ضمیر جس کا تھا روشن خرد نرازِ حکمت

وہ نطق جس نے حقائق کو بے نقاب کیا
وہ جس نے قوم کے ذرّوں کو آفتاب کیا

جنابِ قائدِ اعظم کا دست و بازو تھا
جہاد و جہد میں ماہر، دکن کا ٹیپو تھا

بسیر توں کا تھا پیکرِ خطیبِ خوش گفتار
کہ جس کے دم سے فسردہ چمن میں آئی بہار

جلیل جس کے مقاصد، بلند جس کی نگاہ
خدا شناس، خدا بیں وہ مردِ خود آگاہ

وہ کتنے سست عناصر کو تیز گام کیا
ہر ایک طائرِ بیرفن کو زیرِ دام کیا

ز فرق تا بہ قدم آبروئے محفل تھا
وہ شمعِ بزم بھی اور پھر چراغِ منزل تھا

اسی کی یاد ہی محفل میں آج ساقی ہے
وہ جس کی دین تھی دار السلام باقی ہے

قائد ملت

خبر بھی ہے تجھے اے ملتِ شوریدہ سر اپنی
جہانِ تیرہ میں اک مشعلِ تنویر تھا قائد

قیادت قائدِ ملت کی تھی تطہیرِ ربانی
کلامِ مصطفیٰ کی جاں فزا تفسیر تھا قائد

زمیں پر زلزلہ ڈالا ہلایا عرشِ اعظم کو
دلِ اسلام کی وہ پُر تاثیر تھا قائد

جگائے گا قیامت تک جذبہ جو میم جانی
فرشتوں کے حلقوں میں وہ تیر تھا قائد

نظر میں پھر گئی تھیں خالدؓ و حیدرؓ کی تصویریں
رموزِ جاہد و اکی ... ہو تفسیر تھا قائد

نگاہِ ملت بیضا نہ کیوں کر دوربیں ہوتی
کہ آئینے کے واسطے تو سراپا تنویر تھا قائد

جگایا ملتِ خوابیدہ کو جس نے اشاروں سے
مصافِ زیست میں وہ نعرۂ تکبیر تھا قائد

منزل تو اٹھی اب موت گئی اور قضا گئی

تمہاری زندگی کے خواب کی تعبیر تھا قائد

ابھی روح قائد پر ہو سایہ تیری رحمت کا

مرے مالک عطا کر ولولہ ہر فرد کو اس کا

محمد فخرالدین رازی

یادگار قائد

دارالتشہیر حیدرآباد دکن

قائدِ ملّت محمّد بہادر خاں مرحوم

۱۹ رمضان ۱۳۶۳ھ
۳ آبان ۱۳۵۳ف
(نواب چیمو)

دکھا کے جوہرِ انساں چلا گیا کوئی　　سنا کے مطلبِ قرآں چلا گیا کوئی
خدا کی ذات و صفت کا مظاہرہ کر کے　　مثالِ برقِ درخشاں چلا گیا کوئی
کمال پاتا ہے چالیس سال میں انساں　　کمال پا کے مسلماں چلا گیا کوئی
دکھا کے فقر سے شاہی کا راستہ ہم کو　　بشانِ شوکتِ شاہاں چلا گیا کوئی
ملا ملا کے نظر اور لگا لگا کر دل　　دکن کو کر کے پریشاں چلا گیا کوئی
سسک رہی تھی دکن میں سیاستِ مسلم　　بنا کے زیست کا ساماں چلا گیا کوئی
بہت دنوں سے دکن کے جسد میں جان نہ تھی　　تو جان ڈال کے بے جاں چلا گیا کوئی
دکھا دکھا کے کسی کا وہ عارضِ زیبا　　اٹھا کے شوق کا طوفاں چلا گیا کوئی
بنا کے انجمن اک اتحادِ مسلم کی　　لگا کے آپس میں چراغاں چلا گیا کوئی
شہیدِ زہرِ جفا اپنے ملک کا ہو کر　　بہ پیشِ شاہِ شہیداں چلا گیا کوئی
ہزار حیف کہ ملکِ دکن اداس ہے آج　　فدائے پیرِ جسم عثماں چلا گیا کوئی

لگا کے نعرۂ زندی کہ ہم غلام نہیں
صراطِ عشق پہ رقصاں چلا گیا کوئی

نور اللہ مرقدہ

قائد ملت کی یاد

الوداع اے ترجمان [illegible] ما

الوداع اے مرگ تو درد تپش افزائے ما

الوداع اے ساقی بزم قیادت الوداع

الوداع اے پاسبان قصر امت الوداع

الوداع اے از تو بود گرمیٔ بازار ما

[illegible] از نطق تو آئین عمل افکار ما

الوداع اے روح ملت الوداع اے جان قوم

الوداع اے شوکت اسلامیاں اے شان قوم

صدر دورہ تعلیم [illegible] ملت کو
۱۹۵۴ء
[illegible]

یوم بہادر یار جنگ

از احمد بخش ایاز ریٹائرڈ ایس ڈی او

قصر زین العابدین کا آج نورش ہے انگ انگ — ہم مناتے ہیں یہاں یوم بہادر یار جنگ
ہو گیا نیچارے شہر احمد پور کا — دن بہادر کا منا کر کر دیا دنیا کو دنگ
نیک مقصد ہے ہمارا دیکھ لینا عنقریب — پیروی اپنی کریں گے کوئٹہ ملتان و جھنگ
قائد اعظم کے ساتھی بلکہ ان کے دست راست — رنج و راحت میں رہے تھے ان کے سنگ سنگ
وقف کر دی زندگی قائد کے مقصد کے لیے — آپ عہدے چھوڑ کر دکن سے آئے بے درنگ
آپ کے نعروں نے بنیادیں ہلا دیں کفر کی — جس سے مسلم لیگ میں پیدا ہوئی تازہ امنگ
آپ کی شعلہ بیانی سے ہی ٹھنڈے پڑ گئے — گو وہ کیسے ہوں مرہٹے ہوں وہ اکالی یا نہنگ
صبح کو دہلی میں تھے تو شام کو لاہور میں — کانگرس کو کر دیا تھا آپ نے مفلوج و دنگ
صوبہ سرحد میں گاندھی کا نہ چرخا چل سکا — سرحدی گاندھی نے دیکھا جب نشان سبز رنگ
قائد اعظم کی انگلش اور اردو آپ کی — دونوں سے مسحور تھے اہل وطن اہل فرنگ
تجزیہ جو آپ لوگوں نے دیا محفوظ ہے — چونکہ پاکستان اور اسلام کا ہے ایک سنگ
مذہب اسلام ہی امن و سکون کا دین ہے — یہ نہ ہتھیاروں کا حامی یہ سکھاتا ہے نہ جنگ
شورشیں ہر سمت ہیں ایران سے آسام تک — ہم بجاتے ہیں یہاں امن و سکون کی جل ترنگ

کون کہتا ہے کہ احمد بخش تھا شاعر کبھی
یہ تو شاعر ہے مگر مولا علی کا ہے ملنگ

مرحوم قائد سے

وطن جو تیرے لئے مدعا ہی تھا تو

کہ جس کے واسطے تو رہ گیا ہے

مٹانے والا اسے سوئے ہوؤں کی

[illegible] کیسا تو سو گیا ہے

بھی محسن [illegible] ہوا ہے مجھ پر

کہ جیسے دل ہمارا کھو گیا ہے

مصائب اور غم پر دل کا جانا

ہمیں اک سانحہ سا ہو گیا ہے

سہ روزہ تنظیم [illegible]

۱۷ اگست ۱۹۴۹ء

شیر [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جذباتِ خلوص

بہ پیشگاہ سلطان القوم لسان الامت شیرِ اسلام الحاج نواب بہادر یار جنگ بہادر

اے مسلمانوں کے رہبر اے بہادر یار جنگ
خدمت اسلام کا پہنے ہوئے ہے تاج تو
جھوٹ جو کہتا ہے عز و جاہ کا طالب ہے تو
تیرے دل پر چوٹ ہے اور تو سراپا درد ہے
خدمتِ اسلام کا تو کر رہا ہے حق ادا،
نازشِ اسلاف ہے اور قوم کی عزت ہے تو
جنبشِ لب میں تری پنہاں ہے پیغام حیات
کرتے ہیں اغیار در پردہ جو راہیں اختیار
ابر اُمڈا آرہا تھا، کوندتی تھیں بجلیاں،
آسماں تیار تھا ہم کو مٹانے کے لئے،
غفلتوں کی نیند تھی، بیہوش تھے اہلِ وطن،
تیرگیٔ بخت کا ساماں سب تیار تھا،
درد اُٹھ اُٹھ کر ترے دل میں جو تڑپانے لگا
تو نے اُٹھ کر بہرِ حفظِ ملّتِ خیر البشر،
کر دیا ہشیار تو نے ہر جوان و پیر کو،
کر دیا افشا پسِ منظر جو پوشیدہ تھا راز،
گرمیٔ تقریر سے تو نے ہمیں گرما دیا،
سینۂ مسلم میں تو نے درد پیدا کر دیا
زندگیٔ چند روزہ کی حقیقت کی عیاں
قوم کا بکھرا ہوا شیرازہ یکجا کر دیا،
قوم کو تجھ پر بھروسہ، قوم کا تو راز ہے،
پار ہو جائے گا اب بیڑا ہماری قوم کا،
اب زمانے سے ہمیں کوئی مٹا سکتا نہیں
ملّت اسلام کی اب لاج تیرے ہاتھ ہے

برکتیں نازل ہوں تجھ پر اے بہادر یار جنگ
قلب مسلم پر حکومت کر رہا ہے آج تو
جھوٹ ہے جو کہہ رہا ہے جاہ کا طالب ہے تو
اے بہادر یار جنگ تو اک مجاہد مرد ہے
دے رہے ہونگے دعا تجھ کو محمد مصطفےٰؐ
اے بہادر یار جنگ! اللہ کی رحمت ہے تو
کھول دیتے ہیں ترے الفاظ رازِ کائنات
بھانپ لیتی ہے اُنھیں تیری نگاہ ہوشیار
اور چھاتی جا رہی تھیں ہر طرف تاریکیاں
ہو چکا اب قوم مسلماں کی اُڑانے کے لئے
مستعد تھا ہمیں دینے کے لئے چرخِ کہن
غفلتیں طاری تھیں سب پر تو مگر ہشیار تھا
بیکسوں کے حال پر تجھ کو ترس آنے لگا
فتنہ پردازوں کے فتنوں کو کیا زیر و زبر
اور جگایا قوم کی سوئی ہوئی تقدیر کو۔
خیر و شر کا جس سے پیدا ہو گیا پھر امتیاز
آتشِ افسردۂ احساس کو بھڑکا دیا۔
زندہ رہنے کے لئے ساماں مہیا کر دیا
دل میں پیدا کر دیا شوقِ حیاتِ جاوداں
اتحادُ المسلمین کا نام زندہ کر دیا۔
جو تری آواز ہے وہ قوم کی آواز ہے
ہو گیا ہے ناخدا پیدا ہماری قوم کا
کلمہ گویانِ محمد کو دبا سکتا نہیں۔
جس طرف تو چاہے لے چل قوم تیرے ساتھ ہے

جاں نثارِ قوم اے مردِ مسلماں زندہ باد

اے وفادارِ شہ عثمان علیخاں زندہ باد

وہ حسن وہ خلق وہ جوانی تیری

وہ روح منزہ وہ سحر بیانی تیری

اس عالم باطل میں خدا کے بندے

تیغ حق بہ پیام سی زبانی تیری

علامہ

احمد ——— حیدرآبادی

آہنگ، ہفتہ وار، حیدرآباد

۲۳ رجب المرجب ۶۷ ہجری

گذرا شدہ
حکیم سید محمد فرزند حسین مظفر رضوی
(دبیر بکوز ننگل)

"مادہ ہائے تاریخ وفات قائد مرحوم"

(۱)

عاشقِ مولیٰ والیٔ اُمت — دہر سے جب وہ جگر چھوڑ گیا
شور برپا تھا ارض و سما میں — "خان بہادر ہادیٔ ملت"
(سنہ ۱۳۵۳ ف)

(۲)

رفت سرورِ دوراں حیف — "حیف شد بہادر خاں حیف"
(سنہ ۱۳۶۳ھ)

ـ شد نبی مرد ـ

(۳)

یَا اَیُّھَا الْمُسْلِمُوْنَ اِنْ وَقَعَتْ وَاقِعَۃٌ ھَالِکَۃٌ
(سنہ ۱۹۴۴ع)

نوٹ ۔ المسلمون کا الف بوجہ عدم حرکت و تلفظ شامل نہیں کیا گیا۔

نواب بہادر یار جنگ بہادر

اے امیر ابن امیر ابن امیر ابن امیر - اے کہ دنیا جس کے خلق و مروت کی اسیر

اے کہ تیری زندگی ہے اک طوفان عمل - یہ حقیقت ہے کہ تو ہے مرد میدان عمل

جوش قومی خون بن کر تیری نبضوں میں رواں - نوجوانان دکن کا تو ہے میر کارواں

تیری تقریروں میں ہے مستور پیغام حیات - نکتہ نکتہ تشنہ کاموں کے لئے جام حیات

اف وہ تقریریں کہ ہے جن پر فصاحت بھی نثار - علم کے گلشن میں لاتی ہیں جو اک تازہ بہار

جوش تیرے دل میں تیری آرزوں میں شباب - تیری ہستی ہے دین والوں کے مستقبل کا خواب

[illegible] رنگین شباب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] بزم عالم میں [illegible] چراغ

[illegible]

تو گزیدہ زمانہ کا [illegible] وقف خدمت [illegible] - در دل قومی [illegible] خلق و مروت [illegible]

[illegible] تقریر [illegible]

[illegible]

[illegible]

حق [illegible]

[illegible] دنیا [illegible]

[illegible]

جانی حیدرآبادی

[illegible]

۹

بہادر یار جنگ

دریا فصاحتوں کے بہا کر چلا گیا . + . نغمہ صداقتوں کا گنگنا کر چلا گیا

دنیائے ذوق جس میں حقیقت آشکار تھی . + . انسان کو وہ نظارہ دکھا کر چلا گیا

اے قوم حیف تو نے نہ کچھ اس کی قدر کی . + . وہ دل شکستہ غم کو چھپا کر چلا گیا

اب سمجھو کہ جنگ ہے تیری قسمت پہ منحصر . + . وہ آیا اور تجھ کو جگا کر چلا گیا

منصب کو چھوڑ جاہ سے منہ موڑ کر . + . ملت کی راہ میں جان لٹا کر چلا گیا

۲۱/۱۱/۴۷

ہم سے وہ بزم کہتے ہیں اس کو بھلا دو کی . + . سب کچھ وہ دنیا میں لٹا کر چلا گیا

خوشبو سے اس کی باغ مہک اٹھا . + . اک پھول تھا بہار دکھا کر چلا گیا

فرشتے ملے ہیں ان کو ... . + . اللہ کا کلام پڑھا کر چلا گیا

... ہیں

اسلام کا پیغام سنا کر چلا گیا

میاں بشیر احمد

[illegible]

قطعات تاریخ وفات

وہ بہادر یار جنگ فرد وحید

زندگی کی جس نے لائی تھی نوید

جس کی ہر نوا پیش میں ملت کی فلاح

جس کی ہر رگ آرزو دل میں مزید

سارا ہندوستان ہے جس کا نوحہ خواں

چل بسا وہ مالک خلق حمید

ہائے وہ آہ تڑپ کر رہ گیا

جس کے دل میں درد قومی تھا شدید

مصرعہ تاریخ شاکر نے کہا

سہ مرحوم قاسم سید سلیم "عارف حق تھا وہ ملت شہید"

کا سید ملت عرف

۱۷ اگست ۱۹۴۴ع

۱۳۶۳

قائدِ ملت کی یاد

نور اللہ مرقدہ

دل شاد اگر نہیں تو ناشاد سہی — لب پر نغمہ نہیں تو فریاد سہی

ہم سے دامن چھڑا کے جانے والے — جا جا اگر تو نہیں تیری یاد سہی

علاء امجد

سہ روزہ تنظیم قائد ملت نمبر ۱۴ر اگست [illegible]ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کل نفس ذائقۃ الموت کل من علیہا فان

چشم و چراغ بہادری – تاریخ طلوع آفتاب بہادری ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۲ھ مطابق ۳ فروری سنہ ۱۹۰۵ء
سنہ شہرت و خطاب سنہ ۱۹۲۲ء سنہ خدمت اسلام سنہ ۱۹۱۴ء سنہ قیام مجلس اتحاد المسلمین بہ سرداری سنہ ۱۳۴۶ف
سنہ دست برداری خطاب شاہی ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۲ھ سلوک حکومت کشمیر سنہ ۱۹۴۳ء سنہ غروب آفتاب بہادری
۳ رجب المرجب سنہ ۱۳۶۳ھ مطابق ۲۰ امرداد سنہ ۱۳۵۳ف

قطعۂ وفات حسرت آیات

قائد ملت بہادر خاں جوان نیک بخت — اے فدائے دین احمد خیر خواہ تاج و تخت
دخل کس کو ہے مشیت میں درخشاں بولے — ایسے نازک دور میں یارب نہ تھا مرنے کا وقت

سلام

السلام اے قائد ملت فدائے پنجتن — خیر خواہ ملک و مالک عاشق شاہ زمن
بانیٔ دار السلام و اتحاد المسلمین — مرحبا صل علیٰ بر روح تو اے نیک ظن
ایک مدت ہی بکیاں آئیں اگر تم رخصت ہوئے — گل ہوا ملک دکن تیرا چراغ انجمن
وہ روانی اور وہ جادو بیانی اب کہاں — طوطیٔ ہندوستان و بلبل باغ دکن
تم ہو جنت میں بہادر ہم یہاں ہیں مضطر — اے مرے ابن بطوطہ طوطی شکر شکن
بیت الامت میں چہلم آج ہے جس چاند کا — لکھے غم میں آب دیدہ ہیں ہزاروں مرد و زن
بندۂ حق جان نثار قوم و ملت مرحبا — فاتحہ بر روح تو خواند درخشاں دکن

گزارندہ میر موسیٰ علی حقیقت قطعہ دار المتخلص درخشاں تلمیذ حضرت شمسی و توفیق حیدرآبادی
۱۲ شعبان المعظم سنہ ۱۳۶۳ھ بروز جمعہ

عالیجناب نواب بہادر یار جنگ بہادر کی روح پاک سے خطاب

کس نے کہا کہ زندگی ایک ہے نقش ناتمام
صانع لم یزل پہ ہے حیف عبث یہ اتہام

عشق خجستہ گام ہے کون و مکاں ہے ایک گام
چشم و دل شعور میں موت ہے عشق پر حرام

ظلمت شام سے سدا نور سحر ہے جلوہ بار
ہے اسی رنگ سے عیاں حسن ازل کا اہتمام

بود و نمود کا طلسم کارگہ حیات میں
چشم و نظر کے واسطے ہے یہ عجیب تر مقام

ہوش میں کہ تو ہی ہے صدر نشین بزم کن
تیرے وجود پر ہی ہے بزم الست کا قیام

تیرے جلال کی قسم تیرے جمال کی قسم
بزم نہ بود و بود میں تجھ سے ہی ہے خدا کا کام

گلشن روزگار کا تو ہی ہے ایک باغباں
تیرے شعور نے دیا خاک کو عرش کا مقام

موت ہے پردۂ نظر پر یہ حجاب دل نہیں
ذوق حضور نے رکھا عرش کو تیرے زیر دام

موت و حیات کچھ نہیں صرف مقام ہے نام
کس نے کہا کہ مر گیا اہل نظر کا اب امام

چھو بھی سکے گی موت کیا ایسے وجود پاک کو
دل میں لیے ہوئے ہے کیوں آج تو یہ خیال خام

پھر دل ناصبور سے آج کوئی یہ کیا کہے
گریہ زار زار ہے شیوۂ عقل ناتمام

میکدۂ حجاز میں آج ہے اضطراب عام
چھٹ گیا کس کے ہاتھ سے بادۂ زندگی کا جام

یاد میں کس کی بجلیاں آئیں تجھے بتا بتا
کس کے پیام وصل پر کر دیا تو نے کوچ عام
حیف وطن کی خاک میں چھپ گیا اب وہ تمام

شام حیات بن گئی آج اور ہجوم تیرگی
آج تو کہہ شہ دکن تجھ سے ہوا ہے ہم کلام

کل تو لبوں پہ تھا ترے شاہ دکن زندہ باد
ابر کرم برس گیا خاک وطن ہے تشنہ کام

فطرت ناصبور کی دیکھ تنگ نوازیاں
تیری حیات موت پر تیری صلاۃ صبح و شام

رونق تاج آصفی قائد ملت حجاز

مرسلہ - محی الدین احمد معتمد ادارہ مصباح العلوم تعلقہ نرمل ضلع عادل آباد

قصیدہ مدحیہ بطور تحفہ قدردان جوہر شناس زمان

عالیجناب مولانا نواب بہادر یار جنگ بہادر رسالدار ملک حیدرآباد دکن دام اقبال

* * * * * *

جو کہا میں دیکھو قدرت کردگار
گلشن عالم میں ہے آئی بہار

ہر شجر ہے سبز اور شاداب ہے
جھک گئی ہیں ڈالیاں آگئی ہے بہار

ہر طرح کے پھول ہیں دیکھو کھلے
چہچہے زن اسمیں ہیں ہیں ہزار

پھر غرض گلستاں آئے ہیں
آپ ہیں اک بلبل و فرد روزگار

کون ہیں یہہ کون ہیں ابر کرم
کون ہیں بحر عطائے بے شمار

منتخب نواب و امیر ابن امیر
ہیں بہادر یار جنگ عالی وقار

ہے امارت خاندانی آپ کی
آپ ہیں اک نامور ملک سردار

رہبر دیں عالم و فاضل ہیں آپ
قابلیت مثل بحر بے کنار

وصف اور تقریر دونوں بے مثال
شغل کار خیر ہے لیل و نہار

خیرخواہ ملک و لیڈر قوم کے
اور شہ ملک دکن کے جاں نثار

ہیں مدبر ہمدرد اور غربا نواز
متقی و عابد و پرہیزگار

مختصر یہ ہیں جامع اوصاف آپ
خوبیاں ممدوح میں ہیں بے شمار

سنکر حافظ آپ کے اوصاف سب
کیوں دعا دل سے نہ نکلے بار بار

شاد رکھ یارب میرے ممدوح کو
اور فزوں ہو دولت و عز و وقار

گذارنده

دعاگو حافظ سید محمد عبد المجید ساکن سفرپور صوبہ بہار تباہ و تاراج

دربدر و دست نگر مصیبت زدہ اتفاقیہ از مصائب آفات ناگہانی زلزلہ قیامت خیز

* * * *

آہ ...... بہادر یار جنگ

ملک و ملت کے سپاہی! صاحب جاہ و جلال!
باعث صد رنج ہے تیرا یہ ناگہ انتقال

ہو گیا کیوں ختم تیرا منزل ہستی سے کام؟
کیا کسی دنیائے نو سے آ گیا تجھ کو پیام

کیا وہاں بھی ہے اسی صورت وبائے افتراق"
نفاق
کیا وہاں کے بھی ہیں انسانوں میں ایسا ہی نفاق !

کیا وہاں کے بسنے والے بر سر پیکار ہیں!
کیا وہاں بھی تیری قومی خدمتیں درکار ہیں

اے مسافر [illegible] تجھ کو رہبر کا
تھا یہ ملت! یہاں تیری ضرورت تھی ابھی

اے بہادر! اے مجاہد کیا نہیں تجھ کو یہ یاد
اپنی ملت کو دیا تھا تو نے پیغام جہاد

بے تکلف ہو گیا پر مقصد انقلاب نہیں
وہ جماعت کیا [illegible] میں نہیں

الوداع اے راہنمائے تیری رحلت کا غم
تیرے نقش قدم پر [illegible] اپنی زیست میں ہوں گے ہم

پھر کہو کیونکر نہ تڑپے تو بھی قضاء کا صید
مرنے والے تیری ہستی زندہ جاوید ہے

آنے والی نسلیں تجھ سے [illegible]
پڑھیں گی تیرا عزم و عمل کی داستان

۷ / ۱ اگست ۱۹۴۴ء

سہ روزہ تنظیم کا یاد ملت نمبر

سیدہ اختر

۲۱ شہریور ۱۳۵۳

$\frac{487}{92}$

از قبہ بمبئی -

شیر دکن شمعدار [illegible] دام اللہ اقبالہ

الحاج مولانا مولوی [illegible] بہادر یار جنگ بہادر

محترمہ میری پیاری اماں [illegible]

ادبا [illegible] عرض ہے کہ [illegible] مولانا مرحوم شیر دکن کا عقیدت مند ہو

تاریخ ۱۲ شعبان المعظم [illegible] تقریب جلوس [illegible] رحمۃ اللہ علیہ

ہو گا۔ [illegible] کہ دنیا [illegible] سے بیو [illegible]

ہے اور [illegible] سے ریاست [illegible] ایسا ہے [illegible]

بیو [illegible] - رحمۃ اللہ [illegible] جلوس میں

[illegible] تقریب [illegible] ہے [illegible] اللہ تعالے

آپکو اور [illegible] کو صبر جمیل عطا کرے اس تقریب میں

[illegible] سے [illegible]

[illegible] ہے - [illegible] اگر دار السلام میں نظم [illegible]

تعزیت نامہ قائد ملت
بتقریب چہلم شریف

۱ بہادر دکن کا وہ دلدار تھا ایک — خدا کا تھا محبوب دلدار تھا ایک

۲ انوں کے محمد کا دین دار تھا ایک — وہ قائد ملت طلبگار تھا ایک

۳ دکن ہند کا وہ طرفدار تھا ایک — مگر وقت تنظیم درکار تھا ایک

۴ کسی بے وفا کی لگی بد نظر — کہ وفادار ایسا شرم دار تھا ایک

۵ سخن شیر مردان تھا مقبول انگو — کہ شیر دکن میں سخندار تھا ایک

۶ جوان طرحدار ایسا بہادر — خدا کی قسم وہ مددگار تھا ایک

۷ محبت سے بہادر ملنسار تھا ایک — کہ جو تھی حسب کا بھی اقرار تھا ایک

کہ خبردار اونس کا خبردار تھا ایک

۸ [illegible] خدا رسے علم [illegible] انگو — کہ جو تھی حسب کا بھی اقرار تھا ایک

۹ وہ ایفاء وعدہ کا پابند جوان مرد — لیا سر [illegible] جو اس [illegible] تھا ایک

۱۰ شیخ سنی و شیعہ [illegible] لیا — کہ حاکم سے اونکی [illegible] دار تھا ایک

۱۱ وہ دو روز [illegible] — کہ چہلم سے اونکا [illegible] دار تھا ایک

۱۳ و عثمان علی پادشاہ دکن کا ۔ ۔ جو تابندہ ملت شرف دار تھا ایک

۳۰ و اجل سے نہیں چھوٹا کوئی جہاں میں ۔ ۔ بقائے ذات اوسکی تھا دار تھا ایک

۳۰۱ مگر موت اسکی بقائے دین تک [illegible] ۔ ۔ کہ علیہ عرب کا تسبیح دار تھا ایک

۵۰ کرو ختم قرآن پڑھو فاتحہ تو ۔ ۔ کہ مسلم کا لیڈر رضا کار تھا ایک

[illegible] خدا [illegible] داد [illegible] تو ۔ ۔ نہ کیا [illegible] قضائے الٰہی تھا ایک

۷۰ دکن چھین جانا جس اور [illegible] میں ۔ ۔ اور [illegible] میں مستحق دار تھا ایک

۸۰ اعتزال قاضی سراج الدین سنی خاندانی ۔ ۔ کہ بہادر دکن کا وطن دار تھا ایک

تیرہ رسیدہ المتخلف قاضی محمد [illegible] الدین ولد حاجی محمد اعظم الدین صاحب

سکنہ قصبہ بستی المتخلص سراج الدین سنی

بقلم خود محمد [illegible] الدین سراج الدین سنی

المرقوم ۲۷ شہر [illegible] سنہ ۱۳۵۳

روحِ بہادر خانؒ کے نام

نیر حیدرآبادی

اے صبا روحِ بہادر خاں کو دینا یہ پیام

ہو سکے تو دُور سے اپنے وطن کا لے سلام

اور اپنے مقتدیوں کی نارسائی دیکھ لے

دشتِ غربت میں ہماری بے نوائی دیکھ لے

کل تلک تیری دعائیں جن پہ تھیں سایہ فگن

آج وہ ہیں اور ہجومِ ظلمتِ رنج و محن!

کل تلک تھے تیرے آنسو جن کی راہوں کے چراغ

آج انہیں کے دل ہیں ٹوٹی تمناؤں سے داغ داغ

کل تلک تھے تیرے نالے جن کی خاطر شعلہ کام

آج انہیں کو ڈس رہے ہیں لمحہ ہائے خاص و عام

کل تلک جو تیرے پیغامات کے وارث رہے

تیرے پیغامات اور ارشادات کے وارث رہے

آج وہ لاچار ہیں نادار ہیں غدار ہیں

دیکھ اپنے میرے شیخ [illegible]

نازش دکن

ناز تھا جس پر دکن کو وہ جواں جاتا رہا ۔ بجھ گیا دل، نالۂ آتش بیاں جاتا رہا

کر دیا اسلام کے شیروں کو جس نے تیز تر ۔ قوم کے دل کا وہ سچا ترجماں جاتا رہا

وائے قسمت قوم میں جس کے دم سے تھا اقبال ۔ وہ [illegible] جاتا رہا

سینہ بسینہ شکل حقیقت میں سمجھا راز کا ۔ وائے حسرت تھا جو اپنا رازداں جاتا رہا

موت نے فرصت نہ دی [illegible] ۔ حافظ اپنے ملک و قوم کا [illegible] جاتا رہا

چھپ گیا مہر منیر علم و فن اندھیرا ہے ۔ جس سے دنیائے ادب تھی ضوفشاں جاتا رہا

دیکھیے اب ناخدا کس کو بناتا ہے خدا ۔ کشتیٔ ملت کا جو پاسباں جاتا رہا

سہ روزہ تہنیت [illegible] مختصر لفظوں میں بزمی شعر یہ ختم کرتا ہوں میں

تھا بہادر خاں جو میر کارواں جاتا رہا ۔

۱۷ راگست ۱۹۴۴ء

(بزمی [illegible])

معین بزمی - بی اے [illegible]

قائد ملت خطیب نکتہ داں جاتا رہا

قائد ملت خطیب نکتہ داں جاتا رہا ✱ عندلیب خوش نوا جادو بیاں جاتا رہا

جس کے سایہ میں پلے پھولے پھلے کھیتی قوم کی ✱ سرزمین قوم سے جب آسماں جاتا رہا

ماہر فن سیاست ماہر فن حرب تھا ✱ ماہر فن قیادت الاماں جاتا رہا

حامی ملک دکن کے گود کی رونق تھی ✱ خوبصورت خوب سیرت نوجواں جاتا رہا

ہر طرف ملک کے حال پر جاری تھا سکا حال و قال ✱ شیر دل جان وطن شیریں بیاں جاتا رہا

وہ تھا دارالسلطنت کا باغ سونا پڑ گیا ✱ جس سے رونق تھی وہ سرو بوستاں جاتا رہا

وائے ناکامی کہ اتنی جلد ہم سے روٹھ کر ✱ ایسا ہمدرد و شفیق و مہرباں جاتا رہا

بحر حوادث سے بھرے پایاب میں کشتی چھوڑ کر ✱ ناخدائے کشتی ملت کہاں جاتا رہا

اے فلک تو ہی بتا کیا بات تھی کیا راز تھا ✱ کیوں ہمارے عہد کا راز داں جاتا رہا

بے سہارا ہم کو جنگل میں اکیلا چھوڑ کر ✱ کارواں سے ہائے میر کارواں جاتا رہا

کس کے بل بوتے پہ اب آگے بڑھے گا قافلہ ✱ قافلہ سالار کو دیکھو کہاں جاتا رہا

آہ جب ہیں کہ جسم میں وہ شیر سا باقی نہیں ✱ کیا سکت باقی رہے جب روح رواں جاتا رہا

ظفر یا رب تو پر حق تا ابد اے مجلسی ✱ جوہر اردو زباں کا پر فشاں جاتا رہا

عالم و فاضل حیا ور تھا سپہ سالار تھا ✱ عظمت قومی نشانی کا پاسباں جاتا رہا

اب جس دیار اب چمن شاید نہ ہو تعلق ایسی

محبت پرستی کیا ہوئی مشق بھی ایسی

اے صبا اور چلی جا اور خاک کی دنیا یہ پیغام

ہو سکے تو دور سے اہلِ وطن کا لے سلام

~~اے صبا روح بہار و رضا کی دنیا میں پیغام~~

~~ہو سکے تو دور سے اہل وطن کا لے سلام~~

اور کہنا ہم تیرے پیغام کو بھولے نہیں

ساقیا! انداز طفلِ جام کو بھولے نہیں

سینوں میں نور ہمت آزماتے جائیں گے

آندھیوں میں بھی چراغ اپنا جلاتے جائیں گے

روزنامہ امروز کراچی لاہور

۱۲ر جولائی ۱۹۵۹ء

جمال حیدرآبادی

[illegible]

آہ قائد ملت

قائد ملت امیر کارواں جاتا رہا
اے وطن والو وطن کا پاسباں جاتا رہا

زندگی کیا موت کیا سمجھیں ذرا اہل نظر
بات کرتے ہی میں آئیں ہچکیاں جاتا رہا

آہ اب کس پر کرے گا ناز اعجاز بیاں
آہ وہ ساحر وہ خطیب خوش بیاں جاتا رہا

کون پھر یوں بن سکے گا شمع بزم اتحاد
فی الحقیقت تھا جو پروانوں کی جاں جاتا رہا

سینکڑوں طوفان تھے اور ایک تھا وہ ناخدا
دیکھ کر منزل میں اپنا امتحاں جاتا رہا

بھول سکتی ہے سیاست اس بہادر کا مقام
ملک کی دکھلا کے منزل کے نشاں جاتا رہا

سینکڑوں بیکس یتیم و بے نوا میں چھوڑ کر
پیکر خلق و مروت مہرباں جاتا رہا

رو رہے ہیں ہر طرف خدمت گزارانِ وطن
ایک مخلص ہمسفر ایک قدرداں جاتا رہا

جس کو ملوانا ہی اس کا مدعائے زیست تھا
زعمِ باطل کی اڑا کر دھجیاں جاتا رہا

خلق کی خدمت میں ہو کر کوئی مرتا ہے بحال
پائی اس نے زندگیٔ جاوداں جاتا رہا

[illegible] حیدرآباد دکن
۲۰ر [illegible] ۱۸ رجب ۱۳۶۷ھ

نالۂ منصور

آہ کیا اسلامیوں کا یہ علمبردار تھا * بے نوا بیکس مسلمانوں کا یہ غمخوار تھا

اس کا ہر پہلو سے اپنے دین پر ایثار تھا * ملت بیضا کی خدمت میں بروز و شب تیار تھا

قابل تقلید تھا اس کا ہر ایک عمل * مرتا دم تک عمل پیرا رہا ہے ایک دم ابھی

اہل دل ہیں کہتے ہیں کہ معرفت کا تھا زباں * اک عجب انداز تھا ہے اس کو حکمت کی زباں

ہم نوا ہیں جس کا شاہد ہے کہ جو اللہ کا * ہر زباں داں صف میں بیٹھا ایک تو زباں

قدرت ہی سے دنیا میں وہ آیا * ذکر و فکر کے مقام قدس کا پیرا لیا

دین کا نشہ دل میں کا بھرا رہتا * لذت دنیا و دولت سے دور تھا بیزار تھا

چاہ جاہ سے پرے وہی شکر و دار تھا * درد کے آنسو خلق کا وہ ہر دم سوگوار تھا

یہ نہ رکھتا تھا صفات میں کوئی ہے نیچا ہوا ادب * اور محبت میں نہ تھا کوئی بھی برا جو ادب

ہو شیاری سے دنیا پرستی میں نہ تھا بیکار * آہ وہ قومی شائل جب نظر آتے تو خواب

یہ نہ رکھتا تھا صفات میں کوئی ہے نیچا ہوا ادب * اور چلنے میں نہ تھا کوئی بھی برا جو ادب

مجید اور راستی سے حق میں ہی ہے بیٹھا ہوا * پڑھتا قرآن کو بیٹھا کوئی اچھا کا جواب

اس کا ہر ایک بول اللہ پر کا آئینہ تھا * مخزن اسرار قرآن اس کا قلب و سینہ تھا

کیا بتاؤں کیا تھی پرواز خیالی آپ کی * جان [illegible] کر گئی شیریں مقالی آپ کی

[illegible] [illegible] آپ کی * [illegible] خیالی آپ کی

[illegible] شیریں [illegible] تھا * [illegible] کا [illegible] تھا

[illegible] * [illegible] خزاں

[illegible] کیا کیا [illegible] * [illegible] وقت تھا [illegible]

[illegible] آئین [illegible] کی * [illegible] کی

[illegible] کا [illegible] کرتا رہا * [illegible] یہ [illegible] رہا

[illegible] کو وہ بڑھا دیا * [illegible] حقیقت کا [illegible] سفر کرتا رہا

پردہ [illegible] حقیقت کے [illegible] * [illegible] کے [illegible]

۲۸/ اکرام اللہ خان [illegible]

[illegible] دورہ تنظیم تا [illegible]

۱۲/اگست ۱۹۴۴